مولانا عبدالسلام رحمانی مدیر "ترجمان" دہلی

محرم الحرام

محرم الحرام ان چار مہینوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرمت والے مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر)

اسی مہینے سے ہجری سن شروع ہوتا ہے۔ ہجری سنہ کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں شروع ہوا۔ اس سے پہلے لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں ہجرت اور وفات کے درمیانی سنین کو خاص خاص نام سے موسوم کیا کرتے تھے۔ مثلاً ہجرت کے بعد والے پہلے سال کو "سن اذان" دوسرے کو "سن امر بالقتال" تیسرے کو "سن تمحیص" چوتھے کو "سن ترفئہ" پانچویں کو "سن زلزال" چھٹے کو "سن استیناس" ساتویں کو "سن استغلاب" آٹھویں کو "سن استواء" نویں کو "سن براۃ" دسویں کو "سن وداع" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح سنین کا تسلسل قائم رکھنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہجرت کے واقعہ کو اسلامی سنہ کی ابتداء قرار دے کر اسلامی سنین کا شمار شروع کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے محرم کو ہجری سال کا پہلا مہینہ قرار دیا۔

یہ نیا ہجری سال ۱۳۹۸ھ ہے۔ گویا دین کی حفاظت وصیانت اور اس کی سربلندی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا آبائی وطن مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف جو ہجرت فرمائی تھی اور جس کی اقتداء آپ کے جانثار مہاجر صحابہؓ نے کی تھی اس پر ۱۳۹۷ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ یہ ہجری سن ہمیں اس اہم واقعہ کی یاد دلاتا ہے اور اگر دینی حس بیدار ہو تو دین کی بقاء وسربلندی کیلئے قربانی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

یہ ماہ محرم الحرام جیسے اسلامی سنہ کا پہلا مہینہ ہونے کا شرف حاصل ہے اور جو حرمت والے

مہینوں میں سے ایک ہے ۔ اس کی دسویں تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روزہ رکھا ہے ۔ اور اس دن کے روزہ کو ایک خصوصی فضیلت والا روزہ قرار دیا ہے رمضان کے روزے کی فرضیت سے پہلے محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ فرض تھا ۔ بعدہٗ یہ روزہ فرض تو نہیں رہا لیکن اس روزہ کی فضیلت برقرار رہی ۔

اسی دسویں تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پر نصف صدی کا عرصہ گذر جانے کے بعد محرم سنہ ۶۱ھ میں وہ واقعہ پیش آیا جو واقعۂ کربلا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو اسلامی تاریخ کا مشہور ترین واقعہ بن گیا ہے ۔ اور جس واقعہ نے استحقاق سے زیادہ ہمیں اپنی طرف کھینچا اور ضرورت سے زیادہ ہمیں الجھایا ہے ۔ اس واقعہ کا حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ اس کو نیکی و بدی یا جمہوریت و ملوکیت کی لڑائی کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ یہ قطعاً بے بنیاد ہے ۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ، اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مقابلہ یزید کی سیرت و عمل سے کیا جائے تو جگر گوشۂ رسول کا پلہ بھاری رہے گا اور اس میں بھی کلام نہیں کہ یزید نے اپنے افعال سے اسلام میں ملوکیت کی بنیادوں کو مستحکم کیا لیکن ہم یہ ماننے سے قاصر ہیں کہ یہ لڑائی نیکی اور بدی کے درمیان تھی ۔ یا اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کامیاب ہو جاتے تو حکومت کا جو ڈھنگ سامنے آتا وہ جمہوریت کا ڈھنگ ہوتا —— کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ خلافت کی تقسیم بر بنائے اقربیت ہونی چاہیئے بر بنائے انتخاب و مشورہ نہیں ۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی بر بنائے اقربیت ہی اپنے کو خلافت و حکومت کا اہل سمجھتے تھے ۔ لہٰذا اگر یزید صالح اور متقی بھی ہوتا تب بھی اپنے نقطۂ نظر کی رعایت سے وہ اس کی بیعت نہ کرتے ۔ یہ تو محض ایک اتفاق ہے کہ دو لڑنے والوں میں ایک نہایت متقی و صالح ہے اور دوسرا متہم بفسق و فجور !

بہر حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت جن واقعات کی بنا پر ہوئی ان کے پیچھے کوئی جمہوری تصور کارفرما نہ تھا نہ خود وہ تصور ہی اس کا محرک تھا جس کے وہ قائل تھے ۔ وہ تو اہل کوفہ کے دھوکے اور غداری سے یکایک حالات بدل گئے اور ایسا ہوا کہ ان کو یزید کی فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمانا پڑا ۔

یہ ایک ناخوشگوار حادثہ تھا جو وقوع پذیر ہوا اور عواقب و انجام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ امتِ مسلمہ کے لئے ایک منحوس ترین واقعہ ثابت ہوا ، اس کے بطن سے بیشمار برائیوں اور گمراہیوں نے جنم لیا اور اس سے بدعات و خرافات کا وہ طوفان اٹھ کھڑا ہوا کہ اس دن کا جو اصل و مشروع کام

تھا وہ مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ماہ محرم کا وہ دن جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزہ کا دن قرار دیا تھا اور جس کا خاص شرعی کام روزہ رکھنا تھا، اس دن روزہ رکھنے کے بجائے بیشمار بدعات و خرافات کی جاتی ہیں، اور عوام تو عوام ہیں، کتنے خواص تک اس دن کی سنت صحیحہ سے بے تعلق ہو کر بدعات و خرافات کے مرتکب ہوتے ہیں اور ان خرافات کو دینی کام سمجھتے ہیں۔ ماہ محرم اور یوم عاشورار کی بابت ضعیف و موضوع روایات کا اتنا انبار لگا دیا گیا ہے اور حب آلِ نبی کے نام پر اتنے رسم و رواج وضع کر لئے گئے ہیں کہ الاماں والحفیظ!

اب تو صورتِ حال یہ ہو گئی ہے کہ محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی حادثہ کربلا کی یاد شروع ہو جاتی ہے، اسٹیج سجنے لگتے ہیں اور شیعوں و خرافیوں ہی کے حلقے میں نہیں بلکہ خرافات سے خود کو مستثنیٰ سمجھنے والوں کے حلقوں میں بھی بڑا زور شور پیدا ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے ثقہ حضرات تک فضائل محرم اور حادثہ کربلا و شہید کربلا کے متعلق بے سر و پا روایات کو پورے زور و قوت کے ساتھ بیان کرتے نظر آتے ہیں اور پورا پورا عشرہ تقاریر کا سلسلہ چلتا ہے اور وعظ و بیان کی محفلیں جمتی ہیں، ان کی بلا سے روایات بے بنیاد ہوں اور بیان خلافِ تحقیق ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی اس موضوع پر تحقیقی معلومات سے عموماً عاری ہوتے ہیں۔ وہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے معاملہ میں جذباتیت کے شکار ہوتے ہیں اور فضائل محرم اور یوم عاشورہ کی بابت بے بنیاد روایات کو صحیح اور حقیقت سمجھتے ہیں۔

حضرت حسینؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا کوئی نادر الوجود واقعہ نہیں ہے۔ ان سے بھی بڑے بڑے صحابہ اس سے بھی اعلیٰ اعلیٰ مقاصد کیلئے لڑے اور شہید ہوئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صحابہ کرامؓ نہ ان کے اتباع اخیار نے نہ ائمہ عظام نے سال بہ سال ان کے تذکرۂ شہادت کی محفلیں منعقد کیں نہ ان کی برسی منائی نہ ان پر سالانہ عزا و ماتم کا کوئی سلسلہ جاری کیا، حادثہ کربلا کے بعد ہی کی پیداوار ائمۂ کرام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، بخاری، مسلم، حسن بصری و پیرانِ پیر وغیرہ ائمہ و اولیاء و بزرگان ہیں کیا ان حضرات نے بھی اس حادثہ کے سلسلہ میں وہ سب کچھ کیا جو آج کیا جا رہا ہے۔ یا وہ سب کرتے کو کہا جس کا اس مہینہ کے شروع ہوتے ہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

صحیح روایات میں ماہ محرم و یوم عاشورہ کے فضائل کا وہ طویل تذکرہ بھی نہیں ملتا جس کا بیان اس مہینہ کے شروع ہوتے ہی ممبروں و اسٹیجوں اور تقریروں و تحریروں میں شروع ہو جاتا ہے۔ نہ اس مہینہ میں روزہ کے سوا کوئی خصوصی عمل ہی مشروع ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"اور جیسا کہ عاشورار کے دن فضائل کے باب میں اہل وعیال پر وسعت اور مصافحہ وخضاب وغسل کی برکت وغیرہ کے متعلق حدیثیں بیان کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس دن ایک خاص نماز پڑھنی چاہیئے، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کذب و افترا ہے۔ محرم میں یوم عاشورار کے روزہ کے سوا کوئی عمل بسند صحیح ثابت نہیں" (منہاج السنۃ ص، ج ۴، مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ)

اور علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں:

"اہل سنت کے ایک جاہل گروہ نے یہ طریقہ بنا لیا ہے کہ رافضیوں کو چڑھانے کے لئے جو کہ اس دن ماتم کرتے ہیں، اس دن کی فضیلت میں بہت سی جھوٹی روایات گھڑ لی ہیں۔ ہم ان دونوں گروہوں سے بری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دن روزہ کا حکم صحیح طور سے ثابت ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا ہے "اس دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا" مگر ان لوگوں نے اس ثابت شدہ عمل مشروع پر قناعت نہیں کی۔ حدیث صحیح سے اعراض کر کے لمبی چوڑی کہانیوں میں کھو گئے اور جھوٹ گھڑنے تک ترقی کر گئے" (کتاب الموضوعات ص ۱۹۹ ج ۲، مطبوعہ مصر ۱۹۶۶ء)

علامہ ابن الجوزی نے اپنی کتاب "الموضوعات" میں محرم کے فضائل پر مشتمل ان ضعیف و . . . . موضوع بیشتر روایات کو ذکر کر کے ان کی حیثیت واضح کر دی ہے جو آجکل عموماً منبروں اور تقریروں میں محرم کے فضائل کے سلسلہ میں بیان کی جاتی ہیں۔

گذارش ضروری

اس ماہ بہت سے اصحاب کی مدت خریداری ختم ہو رہی ہے۔ جن کے نام آنے والے رسالہ پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ لہٰذا براہ کرم:

- پندرہ دن کے اندر اندر اپنا سالانہ زر تعاون دفتر کے نام منی آرڈر فرما دیں۔
- خدانخواستہ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو فی الفور مطلع فرمائیں۔
- ورنہ آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ شکریہ! (ناظم دفتر اکرام سعید)